رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۳

۱۰۲

فہرست مضامین

صہ ۲
صہ ۳
صہ ۵
صہ ۸

ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

بدر

احباب

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹرز
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
شیخ محمود احمد (ابن یعقوب) قادیانی

قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۱۶ء

جلد ۲۳
نمبر ۱۳

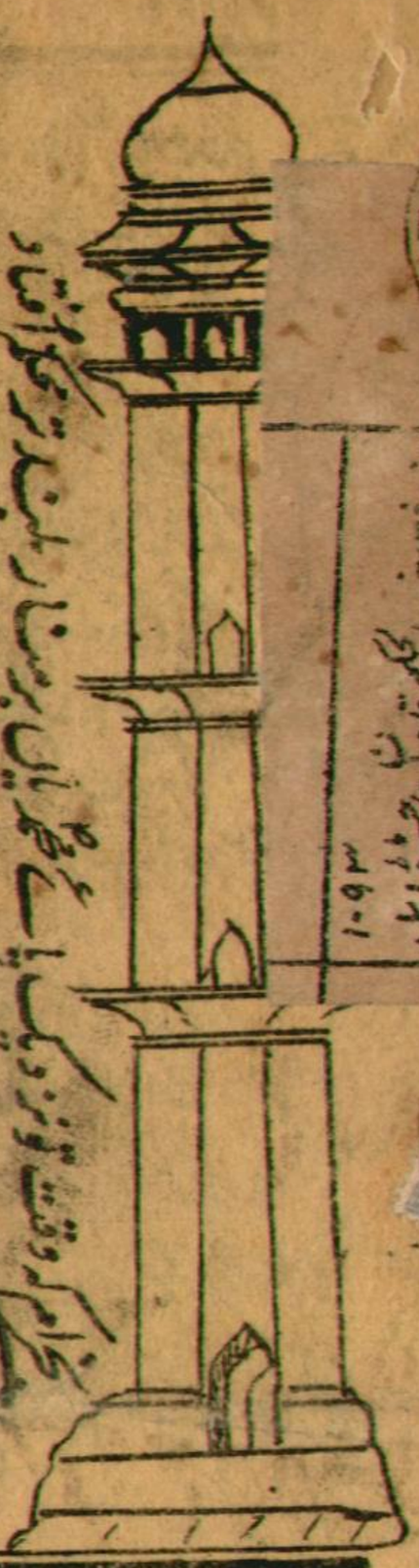

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
کی
روانگی سیالکوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ۷ اپریل کو سیالکوٹ لیکچروں کے لیے تشریف لیگئے روانگی بعد نماز عصر ہوئی۔ روانگی سے پہلے جبکہ احباب حضرۃ خلیفۃ المسیح کی انتظار میں باہر چوک احمدیہ میں ہجوم کیے ہوئے تھے۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت نے بیت الدعا میں دعا شروع فرمائی۔ سب احباب نے جو جہاں کہیں تھا دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بازار احمدیہ میں ایک سناٹا تھا۔ ہر ایک کو خاص حالت طاری تھی دعا نصف گھنٹے کے قریب ہوتی رہی۔

بعدہٗ حضرت صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کو امیر جماعت مقرر فرمایا اور حضرت قاضی امیر حسین صاحب کو امیر صلوٰۃ مقرر فرمایا۔

اسکے بعد حضرت صاحب چل پڑے۔ مولوی شیر علی صاحب کو بلا کر اپنی ایک رویا سنائی۔ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک مکان ہے جو شرقاً غرباً بنا ہوا ہے اسمیں کچھ لوگ ہیں ہماری جماعت کے ہیں اور وہ زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں ایک اور آدمی بھی ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو سجدہ کر رہے ہیں۔ مجھے اُنپر سخت غصہ آیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ گال زمین پر رکھکر آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک کشتی سی اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں حضرت مسیح موعود ہیں اور وہ کشتی نیچے اُتری مگر حضرت صاحب کا پتہ نہ لگا تو میں گھبرا کر جلدی سے گھر گیا کہ شاید والدہ کو ملنے کیلئے حضرت صاحب گئے ہوں میں والدہ کے پاس گیا اور بے اختیار میں رو پڑا اسلیے کہ شاید حضرت صاحب مجھ پر ناراض ہیں جو مجھے نہیں ملے مینے والدہ سے دریافت کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں تو خود اُنکو دیکھ رہی تھی۔ پھر اُنھوں نے کہا کہ دراصل یہ خواب ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اوہو اب مجھے معلوم ہوا پھر میں اسکی تعبیر کرنے لگا۔ اور میں نے کہا کہ اسکی تین تعبیریں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ کہ میں کسی ایسی زبان میں کتاب لکھوں گا جس میں مجھکو مشق نہ ہوگی۔

(۲) دوسرے یہ کہ میں کوئی ایسی بینظیر تقریر کروں گا۔ جو بہت بینظیر ہوگی۔

(۳) یا خدا تعالیٰ آسمان سے اسلام کی سچائی کے لیے کوئی زبردست نشان نازل کرے گا۔

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا)

مولوی ابوالعطاء صاحب جب ملنے لگے تو فرمایا کہ آپ کو میرے ساتھ نہیں لیے جاتے کہ آپ ابھی آئے ہیں تاکہ کچھ آرام کر لیں۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب کو کس قدر لوگوں کے آرام کا خیال ہے

حضرت صاحب جب چل رہے تھے تو لوگ پروانوں کی طرح دوڑتے تھے کبھی کسی شخص کا پاؤں حضور کے پاؤں سے ٹھوکر کھاتا۔ کبھی کسی کا پاؤں حضور کی سوئی پر جا پڑتا مگر آپ نے کبھی بھی گردن پھیر کر نہیں دیکھا کہ کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے اسی گرد و غبار میں احباب کے حلقے میں دور تک تشریف لیگئے۔ آخر سب احباب سے ملکر۔ مصافحہ فرما کر تانگے میں سوار ہو کر بٹالہ کی طرف تشریف لیگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر سیالکوٹ

(الحکم کے رپورٹر کے قلم سے)

قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی احباب قادیان معیت کچھ فاصلے تک پیدل تشریف لیگئے اسکے بعد سب احباب سے مصافحہ فرما کر تانگے پر تشریف فرما ہو گئے ابھی موڑ پر ہی حضور پہنچے تھے کہ تانگے کا ہال ٹوٹ گیا آپ وہیں اتر پڑے نواب صاحب کا تانگہ منگوایا گیا ۷ بجے شام وہ آیا اور آپ بٹالہ کو روانہ ہوئے نو بجے کے قریب بٹالہ پہنچے جماعت بٹالہ حضرت کے استقبال کے لئے سڑک پر موجود تھی۔ مبارک ہیں وہ جنہیں جلد جلد اس عظیم الشان مصلح کی مہمان نوازی کا موقع ملتا ہے حضور بٹالے پہنچکر بابو فضل حق صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے اور تمام قافلے سمیت کھانا تناول فرمایا جماعت بٹالہ نے خاص طور سے مہمان نوازی کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء حضور وہاں سے ۱۰½ کے فارغ ہوئے اور دہلی دروازہ تک پیدل تشریف لائے وہاں سے تانگے پر سوار ہو کر اسٹیشن پر آئے رات آرام سے بسر فرمائی۔

بابو روشن الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر بٹالہ جس محنت سے حضرت اور جماعت کی خدمت کرتے ہیں وہ بہت ہی قابل شکریہ ہیں۔

بابو روشن الدین صاحب سے قبل جو اسٹیشن ماسٹر تھا انکے زمانہ میں ہمیشہ ہماری جماعت کو تکلیف رہتی تھی اور وہ کبھی بھی اس بات کا احساس نہ کرتا تھا کہ ایک اتنی بڑی جماعت کا امام جاتا ہے یا آتا ہے۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ شرارت کر دیتا اور تمام جماعت کے دلوں کو دکھی کرتا آخر خدا نے اسکو وہاں سے نکالا۔ اور بابو صاحب موصوف کو بھیجا۔ بابو صاحب کے اخلاق حمیدہ ایسے ہیں کہ سب لوگ انکے مداح پائے جاتے ہیں اور کسی شخص کو ان سے کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ گاڑی رات کو تین گھنٹے لیٹ تھی۔ اسوجہ سے صبح کو بھی اسیقدر لیٹ آئی۔ اس لئے بابو صاحب کو خوب خدمت کا موقع مل گیا۔ صبح کو بچے بابو صاحب نے ایک گارڈن پارٹی دی۔ چونکہ گاڑی صبح کو لیٹ تھی اسی لئے سیالکوٹ جانے والی ٹرین کنیکٹ نہیں ہو سکتی تھی اس لئے سیالکوٹ تار دیا گیا۔ کہ ہم ۴ بجے شام کو پہنچینگے۔ گاڑی پر سب احباب خیریت سے سوار ہو گئے۔

جماعت امرتسر کی جماعت امرتسر اسٹیشن پر موجود تھی اور چائے وغیرہ سے انھوں نے تمام مہمانوں کی ضیافت کی۔ جب تک گاڑی اسٹیشن سے چل نہیں گئی تب تک کھڑے رہے جزاہم اللہ احسن الجزاء ویکا اسٹیشن پر بابو رحمت اللہ صاحب اسٹیشن ماسٹر دودھ وغیرہ لیکر موجود تھے۔ حضور نے اس دعوت کو بھی قبول فرمایا۔ اور فرمایا کہ دوستوں کو پلا دو۔ اسکے بعد لاہور کے اسٹیشن پر گاڑی پہنچی۔ لاہور کی جماعت استقبال کیلئے موجود تھی۔ کھانا وغیرہ انھوں نے تیار کیا ہوا تھا۔ کھانا کیکہ گاڑی میں رکھ لیا گیا۔ کیونکہ کلکتہ میل پر چڑھنے کے لیے کھانا کھانے کی فرصت نہ تھی۔ وہاں سے وزیر آباد آئے۔ وہاں جان محمد و نیاز محمد صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ حضور کو اپنے گھر لے گئے۔ حضور کے ساتھ بعض خدام بھی تھے۔ وہاں انھوں نے چاء وغیرہ کی تواضع کی۔ پھر آپنے وہاں نماز ظہر و عصر اکٹھی

اور ایک خواب سنایا۔ ۶½ بجے سوار ہو کر ۸ بجے شام سیالکوٹ پہنچے۔ جماعت سیالکوٹ نے نہایت شان و شوکت سے استقبال کیا۔ اور اسقدر ہجوم تھا کہ والنٹیر جو انتظام کے لیے مقرر کیے گئے تھے وہ اپنی ڈیوٹیوں کو ادا نہ کر سکے۔ ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ حضور کے روئے مبارک پر میری نظر پڑ جائے۔ پروانوں کی طرح ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ حضور اتنے بڑے عظیم الشان جم غفیر کے ساتھ خیریت سے کبوتروں والی مسجد میں پہنچ گئے۔ جماعت سیالکوٹ نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔

۹ تاریخ کی صبح حضور نے نماز فجر ادا کر کے جناب سید سرور شاہ صاحب و ذوالفقار علیخاں صاحب و صاحبزادگان کو فرمایا کہ چلو میر حامد شاہ صاحب کے مزار پر دعا کر آئیں۔ اللہ اللہ کیا شان تھی حامد مرحوم کی مسیح موعود کا خلیفہ اسکے مزار پر جاتا ہے اور آدھ میل تک پیدل گئے ایک لمبی دعا فرمائی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کا اپنے مرید سے کتنا تعلق ہے۔ (رپورٹر)

غزل

رُخِ انور مجھے احمدؐ کا جسدم یاد آتا ہے
تصور آپ کی صورت کا پھر گھنٹوں لگاتا ہے

گزر ہو اے صبا تیرا سوئے احمدؐ تو کہدینا
کہ اک مشتاق حضرت کا پڑا آنسو بہاتا ہے

نہ آبادی خوش آتی ہے نہ جنگل اُسکو بھاتا ہے
وہ دیوانوں کی طرح خاک صحرا کی اُڑاتا ہے

زمانہ سارا دشمن ہے مخالف ساری دنیا ہے
الٰہی رحم کر مجھکو ہر ایک آنکھیں دکھاتا ہے

ادا ہو کس زباں سے شکر تیرا اے مرے مولا
ہر اک آفت مصیبت سے ہمیں ہر دم بچاتا ہے

کہیں شادی کے نغمے ہیں کہیں غم ہے کہیں حسرت
مگر سب اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا دکھاتا ہے

ذلیل و خوار کر دیتا ہے دم بھر میں شہنشاہ کو
گدا کو ایک پل میں تخت شاہی پر بٹھاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار الحکم

قادیان دارالامان، ۷ اپریل ۱۹۲۰ء

حُرّیت کے گلے پر چھری

امریکہ میں اسلامی مشنری روکا گیا

تمام عالم اسلامی میں یہ خبر نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ امریکہ نے اسلامی مشنری کو تبلیغ اسلام سے روک دیا ہے۔ جس حریت۔ آزادی اور مساوات کے نعرے امریکہ کیطرف سے لگائے جاتے تھے وہ سب خاک میں ملا دیئے گئے۔ امریکن آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور خود امریکہ دھوکا دینے والا نکلا۔ وعدوں کا اب کوئی اثر ہے اور نہ اس حریت اور آزادی کا کوئی وجود۔ جب کسی دوسرے ملک کے ساتھ کسی قوم کے ساتھ امریکہ کا واسطہ پڑتا ہے تب حریت حریت کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ لیکن جب کسی دوسرے کو انکے ساتھ تعلق اور واسطہ پڑتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانیکے اور دیکھانے کے اور" اس حریت کے گلے پر تیز چھری رکھ دی جاتی ہے۔ افسوس آجکل مختلف رنگوں میں عالم اسلامی میں المناک واقعات ہو رہے ہیں۔ اور انہی میں یہ بھی ایک زبردست واقعہ ہے۔ کہ اسلامی مشنری حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایم آر۔ اے۔ ایس وغیرہ جنہوں نے لنڈن میں عیسائیت کی حقیقت لوگوں کے سامنے کھولکر رکھدی۔ نیک دل انگریز اس سے متاثر ہوئے اور انہوں نے تثلیث کو چھوڑ کر توحید کے جھنڈے کے نیچے آپناہ لی۔

اپنے کارہائے نمایاں مسیحی دنیا سے پوشیدہ نہیں امریکہ کی حالت دیکھکر امریکہ کے دعوے اور اس کے خیریت حیریت کے نعرے سنکر حضرت خلیفۃ المسیح نے بذریعہ تار انکو امریکہ چلے جانے کا حکم دیا۔ مگر جب مفتی صاحب امریکہ کے ساحل پر اترے تو امریکن آزادیہ دیکھکر اسلامی مشنری ہمارے ساحل پر اگر پڑتا ہے۔ فوراً اسکے پیچھے پڑ گئے اور اسکی نقل و حرکت کو روک دیا۔ اور یہ ساری کارروائی اس لئے کیگئی کہ مفتی محمد صادق اس مذہب کا مشنری ہے جسمیں تعداد ازدواج کا مسئلہ موجود ہے۔ جب امریکن لوگ اس مذہب میں داخل ہونگے تو اس مسئلہ پر بھی عمل کرینگے۔ اس لئے چونکہ یہ مسئلہ امریکہ کے قوانین کے خلاف ہے اس لئے اس مشنری کو ایسے مذہب کی اشاعت کی اجازت نہیں دیجاسکتی اس سے واضح ہو سکتا ہے کہ امریکن اپنے مذہب کی کمزوری اپنے قوانین کی تقویت کو خوب سمجھ گئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اسلامی مشنری جب امریکہ کے اندر توحیدی آواز کی قرنا پھونکے گا۔ اسوقت تثلیث کا باطل خیال امریکن لوگوں کے دماغوں سے جاتا رہے گا۔

جھوٹی حریت باطل آزادی مٹ جائیگی۔ اور تمام امریکن لوگوں کو علم ہو جائیگا۔ کہ ایک مرد ایک سے بھی زیادہ عورتیں کرنے کے لئے آزاد ہے۔

امریکہ نے یہ سمجھکر کہ ہم اس مذہب کی اشاعت امریکہ میں نہیں ہونے دینگے اسلام کی سخت توہین کی ہے۔ جسکو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔

امریکن مسلم مشنری کو اپنے ملک میں نہ جانے دینے لیکن لوگ اس سے عیسائیت کی کمزوری کو خوب محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ امریکہ کے ہزاروں ہزار پادری۔ اور تعلیم یافتہ اس مشنری کا مقابلہ کرنیسے عاجز ہیں۔ اس دبلے پتلے کمزور واحد مسلم مشنری کی آواز ان تمام موٹے تازے امریکن مسیحی مشنریوں کے شور و غوغے کو چیرتی ہوئی بلند ہوگی اور لوگ اسکو سننے لگے ہیں یہی خوف امریکہ جیسی سلطنت کو ایسی پستی میں ڈال رہا ہے کہ اسکو مجبوراً ایک مسلم مشنری کو روکنے کے لئے مسیحیت اور اپنے مقدس مذہب کے کسی دوسرے طریقے کو نہیں بلکہ حکومت اور سلطنت کی طاقت کو استعمال کرنا پڑا ہے۔

اسلام پر لغو اور بیہودہ اعتراض کرنے والے پادریو آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ امریکہ عیسائیت کو دلائل سے قائم نہیں رکھ سکتا بلکہ وہ حکومت اور طاقت کے زور سے کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

اگر تم آج حکومت کے زور سے اپنے مذہب کو قائم رکھو گے تو وقت آتا ہے کہ لوگ تمہاری اس قید سے آزاد ہو جائینگے۔ اور تمہاری ریت کا تلہ اپنی بنیاد پر آگریگا۔ یورپ کی عالمگیر جنگ میں امریکہ سب سے آخر داخل ہوا اور نہ انگلینڈ یا دوسرے ممالک کیطرح سے امریکہ کو بھی اپنے اس قانون کی تقویت کا علم ہو جاتا۔ آج اگر امریکہ دوسروں کیطرف دیکھ کر عبرت اور نصیحت حاصل نہیں کر سکتا تو وقت آئیگا کہ امریکہ بھی اس مسئلہ سے خوب واقف ہو جائیگا۔ دنیا کے اندر بدامنی کی چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ اور بیقراری دنیا کے اندر بڑھ رہی ہے۔ اگر اسکے دور کرنے کے اصل ذرائع نہ اختیار کئے گئے تو خدا کے موعود کی باتیں پوری ہونگی اور دنیا کو انقلاب دیکھنے پڑینگے

آسماں چلے کریگا کھینچکر اپنی کٹار

اس لئے بہتر ہے کہ امن اور سلامتی کے پیغام اہل دنیا میں پھیلیں اور اسی مصیبت سے بچ جائیں جو اسلام کیوجہ سے انکے سر آنیوالی ہے۔

میں تمام اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ امریکہ کی اس توہین کے متعلق مضمون لکھیں اور وہ یہ خیال نہ کریں کہ احمدی مشنری روکا گیا۔ کیونکہ احمدی مشنری اسلامی عقائد کے بیان کرنے سے روکا گیا ہے مسلمانوں جاگو۔ اور بیدار ہو جاؤ۔ اسلام کبتک اس قسم کے صدمات سہے گا۔ امریکہ کے لوگوں کو سرکار برطانیہ کے ذریعہ سے مجبور کرو کہ وہ اسلام مشنریوں کو جانیدیں۔ ورنہ اس حریت کی آواز کو دنیا سے مٹا دیا جائے اور دنیا میں غلامی کے رواج کو مروج کیا جائے۔

اس سے قبل ممالک اسلامیہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اسکے بدل نہیں گیا۔ کہ اب امریکہ کیطرف سے اسلام کے خلاف اسلام کی توہین ہوئی جسکو کوئی مسلم سکندر آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔

(باقی آئندہ)

احمدیت کی تاریخ مالابار میں

Digitized by Khilafat Library

جبکہ مسٹر ہل مسٹر کے۔ ایم۔ ابراہیم کے ساتھ گفتگو کر کے تشریف لیگئے۔ تو تمام شہر میں مشہور ہوگیا کہ کل احمدیوں کو کوئی زمین مسجد اور مقبرہ کیلئے دی جائیگی اور اس امر کی شہر میں منادی بھی کردی گئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کل فجر کی نماز پڑھکر فلاں جگہ آجائیں کیونکہ قادیانیوں کو جگہ ملنی ہے اُسکا تدارک کیا جائے، فجر کی نماز کے بعد ہزاروں ہزار آدمی جمع ہوگئے دوسری طرف چند غریب احمدی تھے، جو اپنی ہی زمین میں مقبرہ اور مسجد بنانا چاہتے تھے، اتنے میں سب کلکٹر مسٹر ہل موٹر میں سوار ہوکر تشریف لائے احمدی موٹر کے ساتھ ساتھ ہوئے، مسٹر ہل صاحب نے جگہ دیکھی شہر کے اندر تھی اور تھوڑی سی جگہ تھی، ساتھ ہی ایک ٹکڑا بھی ای عبدالقادر صاحب کے خاندان کا تھا۔ صاحب بہادر نے دریافت کیا کہ یہ ٹکڑہ کس کا ہے اُسکے جواب میں ای عبدالقادر کے خاندان کے ممبروں نے کہا کہ ہم ٹکڑہ دینے کے لیے تیار ہیں، صاحب نے نہایت ہی غور سے زمین کو دیکھا اور چلا گیا، چند دن کے بعد یہ لکھکر بھیجدیا کہ اردگرد سب مخالفوں کی زمینیں ہیں مبادا فساد نہ ہو جائے، یہ زمین ہم پسند نہیں کرتے ادھر غیر احمدیوں کو یہ معلوم ہوا، مسٹر کے۔ ایم ابراہیم اپنی زمین مقبرہ اور مسجد کے لیے دینا چاہتے ہیں تو غیر احمدیوں نے اُنکی ہمشیرہ (جو کہ احمدی تھی) اس معاملہ کے متعلق بھڑکایا، اور یہ چال چلی کہ وہ اپنے حصہ کی زمین نہ دے، جب کے ایم ابراہیم اپنے گھر میں گئے تو اُن کی بہن نے اُن سے کہا کہ "بھائی میں نے سنا ہے کہ تمنے زمین کے متعلق کوئی وعدہ کلکٹر صاحب سے کرلیا ہے" بھائی نے کہا کہ "ہاں بہن میں نے وعدہ کرلیا ہے" تب اُنکی بہن نے کہا "میں تو یہ زمین مقبرہ کیلئے نہ دونگی" اُسکے جواب میں مسٹر کے۔ ایم ابراہیم نے کہا کہ "بہن کیا تم چاہتی ہو کہ اگر میں مرجاؤں تو میری لاش بغیر قبر کے پڑی رہے، کیونکہ میں دوسرے قبرستانوں میں دفن نہیں ہوسکتا" اُسکے جواب میں بہن نے کہا کہ "تم کو اگر ضرورت ہے تو تمھارے لیے تھوڑی جگہ کافی ہے" مسٹر کے ایم ابراہیم نے کہا کہ "تم پسند کرتی ہو کہ میری قبر دنیا میں اکیلی رہے، اور اُسکے پاس کسی کی قبر نہ ہو" اس کا جواب اُن کی بہن کچھ نہ کہہ سکی اور لاجواب ہوکر کہا کہ "بھائی جو آپ کی مرضی ہو کرو، میری طرف سے اجازت ہے" غرض ان دنوں میں احمدی سخت تکلیف میں تھے، نہ باہر نکل سکتے تھے اور نہ کسی دوکان سے کوئی چیز خرید سکتے تھے، جو احمدی ملجاتا اُس کو مارتے اور سخت سے سخت تکلیف دیتے تھے۔ اے محمدؐ۔ اور پی محمد یہ دونوں نوجوان ایسے تھے کہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر تمام شہر میں گھومتے تھے اور ہر مجلس میں جاتے تھے، اور دشمنوں کے منصوبے سنتے اور معلوم کرتے اسی غرض کیلئے اُنھوں نے ماریں کھائیں، اُن کو پتھروں سے مارا گیا، گوبر اُن کے اوپر پھینکا گیا، اُنکے پیچھے تالیاں بجائی گئیں، مگر وہ دونوں نہایت ہوشیاری سے راتوں کو جاگتے، اور لوگوں کے دروازوں سے لگ کر اُنکی تجاویز معلوم کرتے، اور کبھی اس امر کی پرواہ نہ کی کہ سارا شہر ہمارا مخالف ہے، اسی طرح اے عبدالرحمن کی تجارت اچھی طرح سے چلتی تھی، مگر اُنکو سخت تکلیف پہنچا۔ لڑکے بازاروں میں اُنکو گھیر لیتے تالیاں بجاتے، اشارے کرکر کر ہوکر مارتے، پتھر اور گوبر پھینکتے مگر اُنھوں نے اُف تک نہیں کی بلکہ جب دیکھا میری طاقت سے باہر ہے کہ اُن کو روک سکوں۔ تب جب لڑکے آتے اور تنگ کرتے، ایک ایک دھیلہ دیکر اُن سے اپنا پیچھا چھڑاتے، اسی طرح سے احمد کنجی کو بھی ماریں پڑیں۔ گوبر اُنپر پھینکا گیا۔ مگر یہ سب برداشت کرتے رہے، اور احمدیت سے توبہ نہ کی، دن بدن جماعت بڑھتی ہی رہی۔ غرض ایک طوفان بے تمیزی تھا جو مچ رہا تھا، کوئی نہ تھا جو اُن کو روکے حالانکہ احمدیہ میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کو تعلق نہ ہو مگر ان سب اُسکو برداشت کیا، آخر جب مسٹر ہل مسٹر کے ایم ابراہیم کنجی صاحب کی عطا کردہ زمین کو مصلحتوں کی وجہ سے پسند نہ کیا۔ تو کلکٹر صاحب مسٹر الویس نے مسٹر ٹی ایچ ہل آئی۔ سی۔ ایس کو حکم دیا کہ انگلش چرچ کے پاس سرکاری زمین سے ۲۳ سنٹ زمین قبرستان اور مسجد کیلئے دیدو۔ چنانچہ مسٹر الیسونس کے اس حکم کے ماتحت ۱۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کو یہ زمین انگلش چرچ کے پاس مسٹر ہل نے دیدی یہ وہ پہلی جائداد تھی کہ جو سرکار انگریزی کی مہربانی کی وجہ سے احمدیہ جماعت مالابار کے قبضہ میں آئی، گورنمنٹ برطانیہ جہاں جہاں ہے اُس نے ہماری جماعت کیساتھ خصوصیت سے اچھا سلوک کیا ہے، اللہ تعالیٰ اُسکو اسکی جزائے خیر دے مگر افسوس میونسپل کمیٹی کے ممبر جسکا پریذیڈنٹ ایک مسلمان تھا، وہ اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ جب اُس سے اُس زمین کا سرٹیفکٹ مانگا گیا۔ تب اُس نے انکار کردیا۔ اور کہا کہ سرکار اگر کسی کو زمین دے تو وہ لکھکر نہیں دیا کرتی۔ اور نہ اسکا کوئی قاعدہ ہے۔ مگر جب یہ امر افسران بالا کے علم میں آیا۔ تو اُنھوں نے کمیٹی کے ممبروں کا ڈانٹا کہ کیوں سارٹیفکٹ نہیں دیا جاتا۔ تب میونسپل کمیٹی نے سارٹیفکٹ عطا کیا جسکی نقل یہ ہے۔

نقل سارٹیفکٹ

(۱) او ممی کنجی حاجی صاحب بہادر۔ چیرمین

(۲) بی عبدالقادر بہادر

(۳) ایم عبدالقادر بہادر

(۴) سی عبدالرحمن کٹی۔ حاجی صاحب بہادر

(۵) پی بکوما صاحب بہادر

(۶) ایم۔ آر۔ آر۔ وائی ناتھورام سیوجی صاحب بہادر اے۔ وی۔ ایل۔

(۷) ایم۔ آر۔ آر۔ وائی۔ کے۔ چائی۔ اے۔ وی۔ ایل

(۸) ایم۔ آر۔ آر۔ وائی۔ ایس۔ سی ہیرجی صاحب اے۔ وی۔ ایل

(۹) بی اے۔ کمو صاحب بہادر

(۱۰) ایم۔ آر۔ آر۔ وائی۔ راؤ صاحب سی۔ بی راما۔ راؤ۔ اے وی۔ ایل۔ ایم ڈی۔

(۱۱) ایم۔ آر۔ آر۔ وائی۔ ایم کینی مینی۔ اے۔ بی۔ ایل وایس میونسپل

کلکٹر صاحب حکم دیتے ہیں احمدیوں کو مقبرہ کیلئے ایک لائسنس دینے کے لیے بموجب دفعہ ۳۶ ایکٹ ۔۔۔۔ اس جگہ کا لائسنس دیا جاتا ہے،

دستخط اومی کنجی حاجی چیرمین

اب زمین ملگئی تو غیر احمدی خباثت کرنے لگے، کہ عیسائی تھے، اسلیے عیسائیوں کے پاس زمین ملگئی گر احمدی اُن کی ان باتوں سے گھبرانے والے نہ تھے اُنھوں نے وہاں مسجد کی تعمیر شروع کر دی، مسجد کی بنیاد زمین سے ۲ فٹ اونچی لائی گئی اُدایک طرف چند قبریں بھی ہنگئیں۔ مگر غیر احمدی برابر ہنستے اور تنگ کرتے رہے، اُن ہی کی شرارت سے راجہ ارکل نے اس زمین کے خلاف ایک درخواست دی، اور گورنمنٹ مدراس کے پاس ایک میموریل روانہ کیا، اس میموریل کے پہنچنے پر گورنمنٹ نے کلکٹر صاحب مالابار سے گفتگو کی۔ اور اس گفتگو کے بعد گورنمنٹ نے ارکل راجہ کی درخواست کو رد کر دیا۔

اسکے بعد ایک نئی شرارت پیدا کی گئی کہ بعض نیچی ذات کے ہندوؤں سے اس مقبرہ اور مسجد کے خلاف ایک درخواست دلوائی گئی تب ۲۴ر اکتوبر کو سر آئی۔ ایف۔ ہال صاحب زمین کا معائنہ کرنے آئے، معائنہ کر چکنے کے بعد اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ ان لوگوں کی کسی درخواست پر توجہ نہ کیجائے۔ بلکہ اعلان کر دیا، کہ اگر کوئی شخص مداخلت بیجا کرے گا تو اُس کو سخت سزا دیجائے گی، اس زمین کے متعلق ایک مالابار ہی ہندو اخبار کیرلا پتر کا رائے زنی کرتا ہے۔ ہم مضمون کے نقل کرنے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ اخبار نویس سلسلہ کی تائید میں خدا تعالیٰ نے مالابار میں پیدا کر دیا اور اس نے سلسلہ کی تائید میں بہت کچھ لکھا۔ اللہ تعالیٰ اسکو جزائے خیر دے +

کینانور کے احمدی

کینانور کے احمدیوں کو مسجد اور قبرستان کے لیے سابق کلکٹر مسٹر انیس نے ۲۳ سنٹ زمین دیے جانیکا حکم دیا تھا۔ اور حال کے کلکٹر مسٹر الوائس نے حکم دیا ہے کہ احمدیوں سے جو کوئی بے انصافی کا سلوک کرے گا اُسکو سخت سزا دیجائے گی۔ مسلمانوں کا احمدیوں کے حق میں دشمنی ہونیکی اور تکلیف دینے کی جو خبریں مختلف اخباروں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ احمدیوں کے اعتقاد کی وجہ سے ہیں اسکی سچائی اور حقیقت حکام اعلےٰ پر ظاہر ہونیکا پتہ اس سے ملتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے سایہ تلے نہایت امن اور حلم سے رہنے والی قوم احمدیوں کی خبریں مسرت بخش ہیں اگر مالابار کے مسلمان دوسرے مذہب والوں کے ساتھ کوئی جھگڑا فساد کرتے ہیں تو وہ کوئی اچھا کام نہیں کرتے۔ اسجگہ ہم حسن سلوک کو مقدم کرتے ہوئے ایک بات پر غور کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ آیا مالابار کے تمامی حکام نے اسکی انسداد اور مسلمانوں اور احمدیوں میں پھر اسیطرح کے دوستانہ تعلقات قائم کرانیکے لیے کوئی رائے سوچی ہے یا نہیں۔ اخباروں سے یہ معلوم کر کے کہ ان کے دکھ کا رفع اس وقت تک نہیں ہوا جبتک کہ اُنھوں نے مالابار کے کلکٹر اور ٹالی چرس کے سب کلکٹر کے پاس فریاد نہ کی۔

یہ اندازہ آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ مقامی حکام کی توجہ اسکی رفع کے لیے کافی نہ تھی۔ اگر انگریز جیسے عالی دماغ انصاف پسند حکام ہندوستان پر حکومت کرنیوالے نہ ہوتے تو ہر جگہ سے امن اُٹھ جانیکا اندازہ چھوٹا بڑا کر سکتا ہے۔ اسلیے ان چھوٹے حکام کی جو اپنا فرض بھی نہیں سمجھ سکتے اور بالکل گئے گزرے ہیں۔ وہاں سے تبدیل کر دیئے جائیں تو ان (احمدیوں) کے لیے وہاں کیلئے بہتری کا موجب ہو سکتا ہے۔ کیرلا پتر کا ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۵ء اس سے وہاں کی مشکلات اور جھوٹے احکام کی ناپروائی برٹش گورنمنٹ کی برکات کا کھلا کھلا ثبوت مل سکتا ہے + (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائری کا اقتباس

انبیا کی بعثت کی اصل غرض

انبیا کی بعثت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کریں، جو اعمال صالحہ کی قوت عطا کرتا ہے۔ اور گناہ سوز فطرت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کبھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ جبتک اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان اور معرفت پیدا نہ ہو ہر ایک عمل معرفت صحیحہ اور عرفان کامل بعد اعمال صالحہ کی مد میں آتا ہے۔ لوگ جو کچھ اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ یا صدقات و خیرات کرتے ہیں یہ رسم و عادت کے طور پر کرتے ہیں۔ اس معرفت کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ جو ایمان علی اللہ کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا کی نیکیاں اور بظاہر اعمال صالحہ رسم اور عادت کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور منیا خباثت نفسانی اور خدا سے دور مقاموں سے دور ہوتی ہے۔ اسلیے اللہ تعالیٰ انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے۔ جو آکر دنیا کو خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ باقی تمام امور اسی ایمان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اصل غرض انبیا کی بعثت کی یہی ہوتی ہے کہ وہ الناس کو اُس کی زندگی کے اصل منشاء عبودیت تامہ سے آگاہ کریں اور خدا تعالیٰ پر عرفان بخش ایمان لانے کی تعلیم دیں۔

کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

انبیاء علیہم السلام تھوڑے ہوتے اور اپنے اپنے وقت پر آیا کرتے ہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو رسم و عادت سے نجات دینے اور سچا اخلاص اور سچا اخلاص اور ایمان حاصل کرنے کی یہ راہ بتائی کہ کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یہ سچی بات ہے اسکو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے۔ جس نے نبی کی اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر دیا +

رسم اور عادت کی غلامی سے انسان اُسی وقت مل سکتا ہے۔ جب وہ عرصہ دراز تک صادقوں کی صحبت اختیار کرے۔ اور اُن کے نقش قدم پر چلے۔

مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ما ینفع الناس فیمکث فی الارض حقیقت یہی ہے کہ جو شخص دنیا کے لیے نفع رساں ہو اسکی عمر دراز کی جاتی ہے۔ اسپر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھوٹی تھی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اول اسلیے کہ انسانی زندگی کا اصل منشاء اور مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرلیا۔ آپ دنیا میں اُسوقت آئے جبکہ دنیا کی حالت بالطبع مصلح کو چاہتی تھی۔ اور پھر آپ اُسوقت اُٹھے جب پوری کامیابی اپنی رسالت میں حاصل کرلی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی صدا کسی دوسرے آدمی کی نہیں آئی اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ پوری کامیابی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب جس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ پورے طور پر کامیاب ہوکر گئے۔ پھر یہ کہنا کہ آپ کی عمر تھوڑی تھی۔ سخت غلطی ہے اسکے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض ابدی ہیں اور ہر زمانہ میں آپکے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لیے آپ کو زندہ نبی کہا جاسکتا ہے۔ اور حقیقی حیات آپکو حاصل ہے۔ طول عمر کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا۔ اور اس آیت کے موافق آپ ابدالآباد تک زندہ رہے

مسیح کی وفات کے دو گواہ

مسیح علیہ السلام کی وفات پر دو زبردست گواہیاں علاوہ اور گواہوں کی شہادت کے موجود ہیں جنکا انکار ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اول خدا تعالیٰ کی شہادت جسنے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ فرمایا ہے۔ اور پھر دوسری شہادت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رویت کی ہے آپنے یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت مسیح کو دیکھا اب ان دو گواہوں کے خلاف یہ کہنا کہ وہ زندہ ہے کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے +

رجوع کا لفظ صعود کے بعد ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ مسیح کے مع وجود عنصری آسمان پر چڑھنے کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ مسیح کا رجوع ثابت کریں کیونکہ نزول کے لیے صعود لازم نہیں ہے +

حدیث میں آیا ہے کہ صوم وصلوٰۃ سے درجہ نہیں ملتا بلکہ اسبات سے جو انسان کے دل میں ہے یعنی صدق و وفا۔ خدا یہی چاہتا ہے کہ عمل صالحہ ہو اور اُسکا احقا ہو ریاکاری نہ ہو۔ صدق بڑی چیز ہے اسکے بغیر عمل صالحہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ اپنی سنت نہیں چھوڑتا اور انسان اپنا طریق نہیں چھوڑنا چاہتا اسلیے فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ خدا تعالیٰ میں ہوکر جو مجاہدہ کرتا ہے اُسپر اللہ تعالیٰ اپنی راہیں کھولدیتا ہے۔

بت پرست بھی وجودیوں کی طرح اپنے بتوں کو مظہر ہی مانتے ہیں۔ قرآن شریف اس مذہب کی تردید کرتا ہے۔ وہ شروع ہی میں کہتا ہے الحمد للہ رب العلمین۔ اگر مخلوق اور خالق میں کوئی امتیاز نہیں بلکہ دونوں برابر اور ایک ہیں تو رب العالمین نہ کہتا۔ اب عالم تو خدا تعالیٰ میں داخل نہیں ہے کیونکہ عالم کے معنے ہیں مَا یُعْلَمُ بِہٖ اور خدا تعالیٰ کے لیے ہے۔ لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ۔ موجودات کو جو وہ عین اللہ کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف نے عین اور غیر کی کوئی بحث نہیں کی۔ مجی الدین ابن مریم سے جو منسوب کرتے ہیں کہ اُس نے لکھا ہے کہ الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ۔ جب انسان کو کچھ بھی خبر نہیں پھر بتاؤ کہ عین کہاں رہی۔ یہ تو پکی بات ہے کہ صفات کسی چیز کے اُس سے الگ نہیں ہوتے خواہ وہ کہیں چلی جاوے پانی کو خواہ لندن بھیجاؤ۔ آخر وہ پانی رہیگا۔ جب انسان خدا ہو تو اُس کی صفات اُس سے کیوں الگ ہونے لگی خواہ کسی حالت میں ہو۔

استحالہ کے ساتھ اُسکے صفات معدوم ہوجاتے ہیں۔ ہر ایک چیز کا بقا تو اُسکے صفات ہی کے ساتھ ہے اگر ایک پھول کے صفات اُسکے ساتھ نہیں تو وہ پھول کیونکر ہوسکتا ہے۔ پس اگر انسان خدا ہے۔ تو پھر اُسکی خدائی کے صفات اسکے ساتھ ہونے ضروری ہیں اگر صفات نہیں تو پھر نادانی سے اسے خدا بنایا جاتا ہے۔

انسان ایسی ایسی مصیبتوں اور مشکلات میں گرفتار ہوتا ہے کہ ٹکریں مارتا پھرتا ہے اور ایسا سرگرداں ہوتا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا۔ ہزاروں آرزوئیں اور تمنائیں ایسی ہوتی ہیں کہ پوری ہونی نہیں آتیں۔ کیا خدا تعالیٰ کے ارادے بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پورے نہ ہوں۔ اُسکی شان تو یہ ہے اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کو اپنے ارادوں میں نامراد کرتا ہے۔ وہ کوئی الگ اور طاقتور ہستی ہے اگر دونوں ایک ہوتے تو یہ نامرادی نہ ہوتے پاتی۔ یہ باتیں قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور خطرناک گستاخی کی باتیں ہیں اس قسم کے اعتراض کرنا کہ پھر دنیا کہاں سے بنائی۔ بے ادبی ہے جب خدا تعالیٰ کو قادر مان لیا۔ پھر ایسے اعتراض کیوں کیے جاویں۔ آریہ بھی اس قسم کے اعتراض کیا کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو اپنی قوت اور طاقت کے پیمانے سے ناپنا چاہتے ہیں۔

پھر دیکھو وجودیوں کے بڑے بڑے صوفی مرتے اور مرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تھے تو انکو اُسوقت خدائی کا

کرشمہ دکھانا چاہیئے تھا نہ یہ کہ عاجز انسان کی طرح تڑپکر جان دیدیتی۔ یاد رکھو انسان کی سعادت یہی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے کاموں میں اپنا دخل نہ دے۔ بلکہ اپنی عبودیت کا اعتراف کرے ہمارا تو یہ ایمان اور مذہب ہے کہ ایک فوق الفوق قادر ہستی ہے جو ہمپر کام کرتی ہے جدھر چاہتی ہے لیجاتی ہے وہ خالق ہے ہم مخلوق ہیں وہ حی قیوم ہے اور ہم ایک عاجز مخلوق۔ قرآن شریف میں جو حضرت سلیمانؑ اور بلقیس کا ذکر ہے کہ اس نے پانی کو دیکھکر اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھایا اسمیں بھی یہی تعلیم ہے جو حضرت نے اس عورت کو دی تھی وہ دراصل آفتاب پرستی کرتی تھی۔ اسکو اسطریق سے انھوں نے سمجھایا کہ جیسے یہ پانی شیشہ کے اندر چل رہا ہے دراصل اوپر شیشہ ہی ہے اسیطرح پر آفتاب کو روشنی اور ضیا بخشنے والی ایک اور زبردست طاقت ہے

اور یہ اعتراض جو کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف غیریت اٹھانے آیا تھا۔ اسکو وجودیوں نے سمجھا نہیں قرآن شریف ایک اتحاد عام مسلمانوں میں قائم کرتا ہے۔ نہ یہ کہ خالق اور مخلوق کو متحد فی الذات کردے۔ نظائر کے بغیر تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پس ایسی کوئی مثال وجودیوں کو پیش کرنی چاہیئے جس سے معلوم ہو جاوے کہ خالق اور مخلوق ایک ہی ہیں۔ انسان گناہ سے محبت کرتا ہے پھر وہ عین خدا کیونکر ہو سکتا ہے وجودی کہتے ہیں کہ حتے غیریت سے شریک بنالیا۔ ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ ہم تو مخلوق مانتے ہیں کوئی الگ خدا تو نہیں کرتے اور پھر مخلوق بھی ایسی مانتے ہیں جسپر سارا ہی تصرف خدا تعالےٰ کا ہے کیونکہ وہ حی وقیوم خدا ہے جس کے سہارے سے زندگی قایم ہے۔ خدا تعالےٰ اس قسم کا حی وقیوم نہیں ہے کہ جیسے معمار کی عمارت کو ضرورت نہیں ہوتی کہ معمار اس کے ساتھ ہر زندہ رہے یعنی اگر معمار مرجاوے تو عمارت کو اس کے مرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ مخلوق کسی صورت میں اس کے سہارے سے الگ ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ اور مخلوق کی زندگی اور قیام کا اصلی ذریعہ وہی ہے۔ ہم عین غیر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑتے۔ قرآن شریف نے ان اصطلاحوں کو کبھی بیان نہیں کیا جو تعلقات خالق اور مخلوقات کے اسنے بیان کئے ہیں ان سے باہر جانا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

شیخ محی الدین سے پہلے اس وحدت وجود کا نام و نشان نہ تھا۔ ہاں وحدۃ شہودی تھی یعنی خدا تعالیٰ کے مشاہدہ میں اپنے آپکو فانی سمجھنا۔ وحدۃ شہودی میں من تو شدم تو من شدی استیلائے محبت کا تقاضا تھا۔ وجودیوں نے اس سے تجاوز کر کے وہ کلام کیا جو ڈاکٹر اور فلاسفر کرتے ہیں کہ وہ خدائی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ اور دیکھا گیا ہے کہ یہ وحدۃ وجود والے عموماً ایاحتی ہوتے ہیں اور نماز و روزہ کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے یہانتک کہ کنجروں (کنچنیوں) کے ساتھ بھی تعلقات رکھتے ہیں انکو کوئی پرہیز اور عذر نہیں ہوتا۔ شہود کی حقیقت تو یہی ہے کہ جیسے لوہے کو آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اسقدر گرم ہو جاوے کہ سرخ آگ کیطرح ہو جاوے اسوقت اگرچہ آگ کے خواص اسمیں پائے جاتے ہیں تاہم وہ آگ نہیں کہلا سکتا۔ اسیطرح جس شخص کو خدا تعالےٰ سے ذاتی قرب اور شدید ہوتے ہیں اور فنا فی اللہ کے درجہ پر ہوتا ہے تو اس سے بسا اوقات خارق عادت معجزات صادر ہوتے ہیں۔ جو اپنے اندر ایک قسم کی اقتداری قوت کا نمونہ رکھتے ہیں لوگ اپنی غلط فہمی اور کمزوری سے یہ گمان کر بیٹھتے ہیں کہ شاید یہ خدا ہو۔ شہودی حالت میں اکثر امور انکی مرضی کیموافق ہو جاتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعلوں کو خدا تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا ہے اور الیوم اکملت لکم دینکم اور اذا جاء نصر اللہ کی صدا آپ کو آگئی

Digitized by Khilafat Library

الحکم نمبر ۲۸ جلد ۶

خلیفۃ المسیح کا امرتسر میں لیکچر!

الحکم کا رپورٹر اطلاع دیتا ہے کہ حضرت ۱۲ر اپریل کو ۱۰ بجے گاڑی پر سوار ہو کر اسی دن امرتسر پہنچ جائینگے تیرہ کو قیام فرما کر ۱۴ر اپریل ۱۹۲۰ء کو ۴ بجے لیکچر فرمائینگے۔ امرت سر سے جو اشتہار موصول ہوا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ۔ تو کہیں دین نہ پایا تو نہ خدا پاؤ گے
ہر دو گو کہیں دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی ۔ آئینگے اس باغ کے اب جلد لہر انیکے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا ۔ اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اب آسمان پر شور ہے ۔ اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل پھولنے کے دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عظیم الشان لیکچر!

کیا دنیا کے امن و امان کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جا سکتی ہے یا اسلام پر؟

وزیر اعظم انگلستان کے اعلان کا علمی طبلان۔

دنیا کا امن و امان صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے جو اعلان نئے سال کے آغاز میں سلطنت برطانیہ سے تعلق رکھنے والے افراد اور اقوام کو مخاطب کر کے شائع کیا تھا۔ اور جسمیں صاحب موصوف نے یہ بتایا تھا کہ چونکہ آئندہ دنیا کے اندر امن و امان کی بنیاد صرف عیسائیت کے اصول پر رکھی جا سکتی ہے۔ اسلیے تمام اہالیان سلطنت برطانیہ کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ان اصول کی اشاعت کر کے دنیا میں امن کی بنیاد ڈالیں۔

مذکورہ اعلان کے متعلق اور مسلمانوں کی آئندہ ترقی کے ذریعے

عالیجناب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

خلیفۃ المسیح قادیانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

منڈوہ بابو کنہیا لعل صاحب وکیل میں ۱۴ر اپریل ۱۹۲۰ء بروز بدھ ٹھیک ۴ بجے بعد نماز عصر تقریر فرمائیں گے۔ اور عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر دیا جائیگا کہ وزیر اعظم کا یہ خیال محض غلط اور باطل ہے۔ بلکہ اگر کوئی چیز دنیا میں امن و امان قائم کر سکتی ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اور عیسائیت کے اصول ہرگز اس قابل نہیں کہ ایک لمحہ کیواسطے دنیا میں امن قائم رکھ سکیں۔ پبلک سے التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لاکر مستفید ہوں۔

المشتہر سکریٹری انجمن احمدیہ امرت سر (پنجاب)

نورانی سفر

(ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی کی قلم مدت رقم سے)

(۱)

اجمال ۴ راپریل سے ۹ تک یہ سفر رہا "ارکان رفاقت" شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل خاکسار محفوظ الحق علمی مدکام" ہندوؤں۔ سکھوں۔ غیر احمدیوں کو تبلیغ۔

(۲)

تفصیل ہم ۵ راپریل کو دارالامان سے روانہ ہوئے ۶ راپریل بارہ بجے دن ہمنے اپنے کو مونگ ضلع گجرات میں پایا"

دوستوں میں بیٹھے۔ دین کی پیاری پیاری باتیں شروع ہوئیں اسی طرح اٹھتے بیٹھتے دن ختم ہوا۔ رات آئی۔ تقریروں کی تیاری ہوئی آدھی رات تبلیغی روشنی پھیلی رہی۔

آپ دیکھیے کہ:۔

بستی کے سب سے اونچے مکان پر احمدی پیام کی صدا گونج رہی ہے بستی کے مغربی سمت ایک پہاڑی ہے۔ جسکے نیچے دریائے جہلم لہریں لے رہا ہے۔ دریا اور پہاڑ کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی ہے ہمارا موکھہ قادیان کی طرف ہے اور مشرق سے چمکنے والا آفتاب ضیا پاشی کرتا ہوا بلند ہوتا جاتا ہے۔ میں دل ہی دل میں کہتا ہوں کہ اے مشرق سے چمکنے والے چاند تو نے اس میرے چاند کی یاد تازہ کر دی جو شرقی دمشق سے چمک کر ہمارے دلوں کو منور کر گیا۔ تو اگر چاند ہے تو ہم بھی اپنے چودھویں کے چاند کے تارے ہیں۔ تو ظاہری روشنی کرتا ہے۔ ہم باطنی اور روحانی نور پھیلاتے ہیں"

(۳)

دو دن روحانی نور یاری مونگ میں ہوتی رہی۔ ایک مرد خدا کی آنکھیں روشن اور دل منور ہو گیا اس نے خدا کے پیارے احمد کو شناخت کر کے قبول کر لیا۔

(۴)

"مسیح محمدی کا ایک معجزہ"

احباب جمع ہیں نورانی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک صاحب چودھری عمر بخش نامی بیان کرتے ہیں کہ:۔

"میں جب حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہوا۔ تو بیعت میں نے عرض کیا۔ حضور۔ ہمیں لوگ مساجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ تنوروں میں روٹی نہیں لگانے دیتے۔ کنوؤں سے پانی نہیں بھرنے دیتے"

"اور عرض کیا کہ حضور مدت سے میرے پیٹ میں تلی بڑھی ہوئی ہے، حضور دعا فرمائیں۔ اور میں نے اپنا کرتا اٹھا کر پیٹ بھی دکھا دیا حضور نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ دعا ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں بالکل صحت یاب ہو گیا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حضور کے دعا کرتے کرتے ہی میرے پیٹ میں سے کوئی تلی نکال کر لیگیا ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ پھر آجتک تلی کا مرض مجھے نہیں ہوا"

(۵)

دوسرا معجزہ

یہ تھا محمدی مسیح کا اعجاز جو ذرا کے ذریعہ ظہور پذیر ہوا۔

اے اہل نظر دیکھا؟ اعجاز مسیحائی!
مدت کے مریضوں نے دم بھر میں شفا پائی!

دوسرا معجزہ دیکھیے:۔ چودھری عمر بخش مذکور کہتے ہیں کہ جب میں نے حضور سے عرض کیا کہ ہمیں مساجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے:۔

تو حضور نے فرمایا:۔ جہاں جگہ ملے نماز پڑھ لیا کرو ایک وقت آئے گا کہ کئی مسجدیں تمہارے قبضہ میں ہونگی"

سو خدا کے مسیح نے جو کہا تھا۔ پورا ہو گیا۔ آج مونگ میں تین مسجدیں احمدیوں کے قبضے میں ہیں۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟ کہ قادیان میں بیٹھکر چند سال پیشتر حضور نے ایک بات فرمائی اور ایسی حالت میں جبکہ واقعات روزمرہ احمدیوں کے خلاف تھے۔ مگر وہ بات پوری ہوئی۔ اور حرف حرف پوری ہوئی ——— "بیشک یہ معجزہ ہے"

(۶)

"نیک نمونہ"

سید حیدر شاہ سکریٹری انجمن احمدیہ مونگ نے جناب مولوی صدرالدین صاحب مولوی فاضل ساکن مونگ کے احمدی ہونیکے حالات مجھے سنائے جسمیں ایک بات یہ بھی تھی کہ جب مولوی صاحب موصوف کی احمدیت مشہور عام ہو گئی تو اسوقت ایک عورت نے اپنے سونے کے کڑے (قیمتی ایک ہزار روپیہ) دکھا کر کہا کہ "مولوی صاحب اگر تم میرزا صاحب کو چھوڑ دو تو میں تمہیں ایک ہزار کے کڑے دونگی" اسوقت مولوی صاحب موصوف نے اس عورت کے خیال پر افسوس کرتے ہوئے کہا کہ "کیا ہمارا ایمان ایکہزار روپے کا ہے"

وہ عورت شرمندہ ہو کر چپ ہو گئی۔ اور پھر کچھ نہ کہا۔

(۷)

چودھری عمر بخش مذکور جب پہلے پہل قادیان بیعت کیلئے آئینگے تو تمام برادری کے لوگوں نے گاؤں کے چاروں طرف پہرے لگا دیئے کہ جانے نہ پائے مگر چودھری صاحب اپنی خوش قسمتی سے کسی طرف ہو کر نکلے اور اسٹیشن کیطرف چلے گئے پتہ لگنے پر گاؤں کے لوگ دوڑے اور چودھری صاحب کا تعاقب کیا۔ چودھری صاحب بجائے سٹیشن بہاء الدین کے تیسرے سٹیشن "ڈنگہ" جا نکلے اور وہاں سے سوار ہو کر قادیان پہنچے"

یہ تو ابتدائی روکیں تھیں۔ مگر آج خدا کے فضل سے احمدیت نے ڈیرے جما دیئے ہیں۔ پہلے ایک شخص مسیح موعود کے پاس آتا تو زبردستی روکتے۔ اب اسی گاؤں کے لوگ منتیں کر کر کے مسیح موعود کے غلاموں کو بلاتے ہیں" (باقی باقی)

پرچہ کیوں لیٹ ہوا؟

اور باقاعدگی سے کیوں نہیں شائع ہوتا؟

اسکی وجہ گذشتہ پرچہ میں لکھ چکا ہوں کہ کاغذ اسٹاک میں نہ تھا اب حال میں بیچارا کاتب الحکم سخت علیل ہو گیا۔ جسکے باعث وہ کام نہ کر سکا۔ قادیان میں کاتبوں کا کال ہے۔ لکھا جاتا تو کیونکر ایک نوآموز کاتب سے کچھ لکھوایا۔ خیر جوں توں کر کے مجبوراً پرچہ

Digitized by Khilafat Library

ضیاء الدین پریس میں اخبار ہذا